نفاذِ شریعت کا عملی طریقہ

زیرِ نظر مضمون "انجمن خدامِ اسلام لاہور" نے، جس کے صدر جناب بدیع الزمان کیکاؤس اور جنرل سیکرٹری جناب محمد انور قریشی ہیں، پمفلٹ کی شکل میں طبع کیا ہے ——— افادیت کے پیشِ نظر یہ انجمن مذکور کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

پاکستان میں نظامِ شریعت نافذ کرنے کے دو پہلو ہیں، ایک نظریاتی دوسرا عملی۔ نظریاتی پہلو پر سب مسلمان متفق ہیں۔ کیونکہ کوئی ملک اسلامی مملکت کہلانے کا مجاز نہیں ہے جب تک اس میں قانون قرآن و سنت نہ ہو، جس طرح کہ کوئی انسان مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" نہ پڑھ لے۔ گویا جب کوئی فرد کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگیا تو اس نے قرآن و سنت کے احکامات کی اطاعت کا اقرار کرلیا۔ اس طرح قرآن و سنت خود بخود اس پر نافذ ہوجاتے ہیں۔ اس لئے پاکستان اور ہر اسلامی ملک میں اس کا اعلان کرنا مسلمانوں کا اوّلین فریضہ ہے۔

مارشل لاء و نظامِ شریعت:

قرآن و سنت کے نفاذ کی اہمیت تو مارشل لاء کے نفاذ سے بھی زیادہ ہے جو کہ نازک اور ہنگامی حالات میں ملک کے امن و امان اور استحکام کے لئے نافذ ہوتا ہے۔ کیونکہ شرعی احکام کو اس پر بالاتری حاصل ہے۔ مارشل لاء تو عارضی ہوتا ہے لیکن قرآن و سنت کے احکام دائمی ہیں، قیامت تک کے لئے نافذ رہیں گے۔ تمام حالات میں بھی اور قانونِ ضرورت کی حیثیت سے بھی ملک کے استحکام کے لئے کوئی قانون اس سے زیادہ جامع اور مؤثر نہیں ہے۔ زیرِ بحث قوانین کا اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خدا اور اس کے بندہ میں ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جس طرح صدارتی آرڈیننس سے کوئی عبوری قانون یا مارشل لاء نافذ کیا جاتا رہا ہے اور اس کے متعلق ضروری قوانین بعد ازاں جاری کئے جاتے ہیں اور جاری ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح قرآن و سنت جو مکمل ضابطۂ حیات ہے، کے نفاذ کا اعلان بھی کردیا جانا چاہیئے۔

نظامِ شریعت کے اعلان کو مؤخر کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ کسی مقننہ یعنی اسمبلی کا محتاج نہیں ہے۔

مغربی ممالک کی غلامی سے ہم پر بھی وضعی مقننہ کا تصور سوار ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مقننہ کے قوانین کے ذریعہ
ہی حکومت ہوتی ہے۔ غیر اسلامی ممالک تو مقننہ کے محتاج ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ قرآن کی رو سے لوگو
کے بنائے ہوئے قوانین جہالت کے قانون ہیں۔ اور مغربی ممالک کتنے مہذب اور ترقی یافتہ کیوں نہ ہو
ان کے قوانین قیامت تک جہالت کے قانون رہیں گے۔ جبکہ وہ اسلامی احکام کو نہ اپنالیں۔ اسلامی قو
تو الہامی ہیں، ان میں کوئی کسر نہیں ہے جس میں ترمیم و تکمیل کی ضرورت ہو۔ مقننہ بنتی، بدلتی اور بگڑتی ر
ہے۔ لیکن اسلامی قوانین ازلی اور ابدی ہیں اور اسلامی حکومت ان ازلی اور ابدی قوانین کی اطاعت
کرواتی ہے۔

اس لئے اگر حکومت اور قوم نظامِ شریعت کا نفاذ نہ کرے گی تو قرآن کی رو سے کافر، ظالم اور
کہلائے گی۔ لہٰذا مارشل لا، جو ظالموں اور ظلمتوں کو دور کرکے انصاف، امن اور خوف و ہراس سے نجا
کے لئے لگایا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اعانت اور تائیدِ غیبی کیسے حاصل کرے گا، وہ کیسے کامیاب ہوگا
ایمانی تقاضا سے غفلت اور یہ عظیم نافرمانی ہی گذشتہ حکومتوں کے زوال کا باعث بنی ہے۔ رب العزت
واضح ارشاد ہے:

"کیا تم کتاب کے بعض احکامات پر ایمان لاتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں لاتے؟ پس کیا سزا ہو
ایسے شخص کی جو تم میں ایسی حرکت کرے، سوائے اس کے کہ دنیا وی زندگی میں ذلت اور قیامت
کے روز سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے!" (البقرۃ: ۸۵)

<u>شریعت کے نفاذ میں تاخیر:</u>

شرعی قوانین کے نفاذ میں تاخیر کے کئی وجوہات ہو سکتے ہیں، مثلاً

۱۔ قائدین، اسلامی قوانین کو رائج کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا ڈرتے ہیں کہ ان کے نفاذ سے موجو
نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ کیونکہ قانونی ماہرین شرعی علوم سے واقف نہیں ہیں اور علماء کرام موجو
قوانین کی پیچیدگیوں سے بے بہرہ ہیں۔

۲۔ اسلامی قانون صرف مجوزہ مدون صورت میں ہی نافذ ہو سکتا ہے۔ قانونی کتاب ترتیب کئے بغیر عدلیہ
لئے قوانین پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

۳۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور صنعتی معیشت میں ترقی سے ہزاروں نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کا
شریعت کے نفاذ سے پیشتر ضروری ہے۔

۴۔ قوانین کے نفاذ سے پہلے غربت و بے علمی کو دور کرنا اور معاشرہ کی اصلاح ضروری ہے۔

یہ محض خدشات ہیں ورنہ ان وجوہات کی کوئی حقیقت نہیں۔ اصل بات صرف یہ ہے کہ ایمانی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے گذشتہ حکومتوں نے اسلامی شریعت کے نفاذ کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی اس لئے قائدین نے اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے کبھی سنجیدگی سے غور ہی نہیں کیا ہے۔ ان حالات میں بیسیوں شکوک کا پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ جیسا کہ مرغوب صدیقی صاحب کے نوائے وقت مؤرخہ ۴-۵ ، اکتوبر ۱۹۷۶ء کے بیان سے ظاہر ہے اور ان کا ازالہ ضروری ہے۔

چودہ سو سال سے شریعت کا نفاذ:

اسلامی شریعت چودہ سو سال سے نافذ ہے۔ سعودی عرب میں قرآن وسنت اب بھی نافذ ہے مگر اس کی کوئی کتابی قانون کی شکل نہیں ہے۔ خلافت عثمانیہ ترکی کا "مجلۂ عدلیہ" جو دفعہ وار قانون کی شکل میں دیوانی قانون پر مشتمل ہے ۱۸۷۶ء کے بعد ۱۹۲۶ء تک عثمانی عدالتوں میں نافذ تھا اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک مصر، سوڈان، شام، عراق، حجاز وغیرہ کی عدالتیں اسی کے مطابق فیصلے کرتی تھیں۔ بزرگوار اورنگ زیب مغل بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان میں "فتاویٰ عالمگیری" نافذ ہوا، اس سے پہلے نہ تھا[٥]۔ بعد ازاں عائلی قانون یعنی مسلم لاء دو سو سال سے غیر مدون صورت میں ہندوستان میں اور پھر پاکستان میں نافذ رہا ہے۔

شرعی قوانین پر علمی جائزہ :

پاکستان کا قانون قرآن وسنت ہوگا۔ سردست ذیلی قوانین کی طرح تفصیلی اور تشریحی ہدایات کے لئے علمی کتابیں اتنی کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ برٹش قانون یا غیر اسلامی قوانین کی کتابیں ان کے مقابلہ میں عشرِ عشیر بھی نہیں ہیں۔ مثلاً فتاویٰ شامی اور ہدایہ فقہ حنفی، منہاج اور مجموع فقہ شافعی، مدونہ اور مختصر الخلیل فقہ مالکی، مقنع اور مغنی فقہ حنبلی، بدایۃ المجتہد، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ اور روضۃ الندیہ وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں اگر ہم قانون ملکی مرتب کر کے عدالتوں میں رائج نہ کریں۔ پھر بھی رہنمائی کیلئے علمی ذخائر بہت کافی ہیں۔ شریعتِ اسلامی کا قانون مکمل ہے اور بنیادی مسائل میں اتنی لچک ہے کہ ہر دور میں کارآمد اور کافی ہے۔ بہت ہی کم ایسے مسائل ہوں گے جو ان کتابوں سے حل نہ ہو سکیں گے۔ کیا گذشتہ دو سو سال سے ہندوستان میں اور بعد ازاں پاکستان میں غیر مدون مسلم لاء پر عمل نہیں

---

[٥] مقصد یہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری اور مجلۂ عدلیہ سے پہلے غیر منقسم ہندوستان اور مشرقِ وسطیٰ کی اسلامی حکومتوں میں کتاب وسنت کی بنیاد پر فقہی کتب اور علماء کے اجتہادات کے علاوہ قانون کی کوئی مدوّن کتاب نافذ نہ تھی۔

ہوتا رہا ہے؛ کیا ہماری عدلیہ اسلامی نظامِ انصاف کے مطابق فیصلے نہیں کرتی رہی ہے؛ مسلمان ججوں کے علاوہ ہندو اور انگریز جج بھی اسلامی قوانین کے مطابق بڑے مفصل فیصلے کرتے رہے ہیں جب کہ مسلمان اور ہندو وکلاء ان مقدمات کی پیروی کرتے تھے۔

پاکستان میں قابل عدلیہ:

دو صدی سے زیادہ عرصہ سے ہندوستان اور پاکستان کی عدالتوں میں مسلم لا یعنی اسلامی شریعت کے مطابق لاکھوں فیصلے ہوئے اور شاید ہی کبھی کسی عالم یا قانون دان نے یہ اعتراض کیا ہوگا کہ عدلیہ کو اسلامی قوانین سے واقفیت نہیں ہے یا ان میں قابلیت نہیں ہے۔ بلا خوفِ تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی عدلیہ قانونِ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تاہم نوجوان وکلاء اور عدلیہ کے لئے اسلامی شریعت کے مطابق چند ماہ کے کورس کا اہتمام ضروری ہے تاکہ اہم علوم کی مناسب تعلیم ہو جائے اور بے سود مباحثوں اور شکوک کی گنجائش نہ رہے۔

اب قرآن وسنت کے نفاذ سے صرف یہ تبدیلی ہوگی کہ پہلے صرف عائلی قانون کے تحت معاملات پیش ہوتے تھے اب کچھ مزید معلومات پر عدلیہ کو فیصلہ کرنا ہوگا۔ اس لئے عدالت ہائے پاکستان کو ان معاملات کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی ـــــ فوجداری میں تو نئے مسائل پیدا ہونے کا بہت ہی کم امکان ہے۔

اگر کسی مقدمے کا لوئر کورٹ میں صحیح فیصلہ نہ ہوگا تو سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی مقدمہ میں نئے اور پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے مفتی صاحبان اور قانونی ماہرین کا تقرر کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اب بھی آئین کے تفصیلی نکات کے لئے قانونی ماہرین کو مدعو کیا جاتا ہے ـــــ اسلامی مشاورتی کونسل بھی اجتہاد کر کے اپنی رائے دے سکتی ہے۔

سائنس وصنعتی ترقی کا اثر:

زمانہ کتنی تیزی سے کیوں نہ بدلتا رہے اور سائنس وٹیکنالوجی اور صنعتی معیشت ترقی کرتی رہے مگر حلال وحرام حق وباطل، خیر وشر، نیکی وبدی اور بنیادی اسلامی اصولوں کے پیمانے بدلا نہیں کرتے۔ موجودہ زمانے میں ترقی کے ساتھ خواہ ہزاروں نئے طریقے اختیار کئے گئے ہوں مگر حرام اور حلال میں تمیز کرنا مشکل نہ ہوگا۔ یہ فرق تو واضح ہے جو ترقی کے حجابوں میں چھپ نہیں سکتا۔ جیسے شراب کا نام "جنرل ٹونک" رکھنے سے وہ حلال نہ ہو جائے گی ـــــ جس طرح اب بنیادی حقوق پر عمل کیا جا رہا ہے، اسی طرح قرآن وسنت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

قواعد بنانے کی آزادی:

قرآن وسنت کے حدود میں رہ کر حکومت اور انتظامیہ کو پوری آزادی ہے کہ جو ذیلی قوانین یعنی قواعد وضوابط

نافذ کرنا چاہیں وہ کریں یا کوئی قانونی کتاب مرتب کریں - اور یہ حق ہمیشہ حاصل رہے گا - مگر یہ ہرگز مناسب نہ ہوگا کہ جب تک کوئی قانونی کتاب یا اسلامی قوانین مجوزہ مدون صورت میں تیار نہ ہوں، قرآن وسنت کا نفاذ ہی نہ کیا جائے - آئین کے آرٹیکل نمبر ۲ میں درج ہو کہ :

"پاکستان کی عدالتیں قرآن وسنت کی پابند ہوں گی اور وہ کوئی ایسا قانون یا حکم جائز قرار نہ دینگی جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو"

حکام اور ججوں کے حلف بھی "قرآن وسنت کے احکام" پر ہوں - آرٹیکل نمبر ۲۶۰ میں قانون کی تعریف میں یہ اضافہ ہو :

"قانون کے معنی ہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکام" اور اس کے سوا کوئی قانون پاکستان میں نہ ہوگا"

حلفوں میں "آئین" یا "اسلامک آئیڈیالوجی" کے الفاظ نہ ہوں کیونکہ مقننہ یعنی اسمبلی اور آئین تو بنتے بدلتے اور معطل بھی ہوتے ہیں - دین سے بے بہرہ ممبرانِ اسمبلی کسی وقت بھی سیاسی مصلحت کی وجہ سے غیر اسلامی قوانین مرتب کر سکتے ہیں جن کا تحفظ صرف قرآن وسنت سے ممکن ہے - اسی وجہ سے "مؤطا" کو امام مالکؒ نے خلیفہ منصور اور پھر ہارون الرشید کے اصرار کے باوجود اس کو بلادِ اسلامیہ کے قانون کی کتاب بنانے کی اجازت نہ دی - تاہم اگر حکومت راہنمائی اور آسانی کیلئے ایسی قانونی کتاب مرتب کرنا چاہے جس پر علمائے کرام کا اتفاق ہو تو اعتراض نہ ہوگا - لیکن کیا ایسی تغیر پذیر کتاب کے انتظار میں چودہ صدیوں کے عظیم علمی ذخائر کو نظر انداز کر کے اور ان سے بے رخی کر کے ہم قرآن وسنت کے اعلان کو روک دیں گے ؟

بنکاری بغیر سود :

ہماری نظر میں سر دست سود کے بغیر بنکاری اور انشورنس کا اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق قواعد وضوابط جاری کرنے ضروری ہیں - زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم تو ایک سال بعد ہوگی جس سے آمدنی پر ٹیکس کی کمی ضروری ہے - کیا کوئی اور بھی مشکلات یا مجبوریاں ہیں ؟ — خدارا عوام کو بتلائیں !

اسلام کے قرونِ اولیٰ میں جس تیزی سے غیر اسلامی ممالک روم، فارس وغیرہ کی فتوحات ہوئیں، ترقی یافتہ دنیا سے واسطہ پڑا، مسلمان انتظامی الجھنوں سے دوچار ہوتے، مختلف اقوام اور حالات سے یکدم برسر پیکار ہوئے، مگر ان مشکلات کے باوجود انہوں نے شریعت کے نفاذ کو نہیں روکا بلکہ شروع سے ہی قرآن وسنت کو مارشل لار کی طرح نافذ کر دیا، حالانکہ شریعت پر کتابیں مدون نہ تھیں اور پیش آمدہ مسائل کے لئے کتاب وسنت سے ہی اجتہاد ہوتا رہا - اسی طرح ہماری مشاورتی کونسل بھی اجتہاد سے مسائل حل کرتی رہے گی -

غریب اور جاہل چور نہیں ہے :

اسلامی شریعت لوگوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے ہے ۔ یہ خیال کہ جب تک غربت، جہالت، اور کردار کی اصلاح نہ ہو، شرعی حدود کو نافذ نہ کیا جائے، دین سے ناواقفیت یا خود فریبی ہے ۔ اسلام کسی پر زیادتی نہیں کرتا ۔ شہادت کے لئے بہت سی شرعی شرائط ہیں ۔ بھوکے، نادار، حاجت مند اور مجبور نابالغ شخص پر چوری کی حد عاید ہی نہیں ہوتی ہے —— حدود کے نفاذ کے لئے بہت سی شرائط ہیں جن کا پورا ہونا ضروری ہے حضرت عمرؓ نے قحط کے دوران چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا اس لئے نہ دی تھی کہ وہ حاجتمند اور مجبور تھا ۔

اوپر کی وضاحت سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستان میں نہ تو قانونی ماہرین اور علماء کرام میں علمی اور استعداد کی کمی ہے اور نہ ہی تشریحی اور تفصیلی کتابوں کا فقدان ہے جس سے قرآن و سنت کے مطابق فیصلے نہ ہو سکیں ۔ سائنس کی ترقی کی وجہ سے لاکھوں مسائل ہمیں ایسے در پیش نہ ہوں گے، جن کا حل نہ ہو سکے گا ۔ یہ محض گمان ہی گمان ہیں ۔ اسلامی قوانین کی کسی مجوزہ انداز پر تدوین ایسی مجبوری نہیں ہے جس کی بنا پر قرآن و سنت کے نفاذ ہی کو روک دیا جائے ۔ کیا اینگلو سیکسن لاء کا جاری رہنا بہتر ہے؛ جو جہالت اور ظلم کا قانون ہے، جو سراسر لادینی اور گمراہی ہے !

مارشل لاء کے لئے اعزاز و چیلنج :

اب یہ بات بر لب عام ہے ۔ کیا اگر مقننہ نہ بنے گی تو شریعت نافذ نہ ہوگی؟ کیا شہیدوں اور زخمیوں کا خون رائیگاں جائیگا؟ کیا کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں کو بھلا دیا جائے گا؟ —— دیری آخر کیوں؟

کیا مشاورتی کونسل شریعت کے نفاذ کو روکنے کے لئے ہے؟ کیا جب تک مشاورتی کونسل قانون مدوّن نہ کرے، قرآن و سنت کا نفاذ نہ ہوگا؟

گذشتہ حکومت کا یہی نظریہ تھا مگر اب یہ نہیں ہے ۔ اس لئے مارشل لاء کو جو در اصل اللہ تعالیٰ کی نمائندہ حکومت ہے، خالق کائنات کے قانون کو نافذ کر کے اللہ کی حاکمیت کا اقرار کرنا چاہیئے اور اس کی اطاعت کا عملی ثبوت دینا چاہیئے تاکہ قوم اس کی اطاعت کرے اور ملک و ملت تائید غیبی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہوں ۔ اس کے بغیر مسلمان کی بقا کی کوئی صورت نہیں ہے ۔

پاکستانی افواج کے لئے یہ عظیم اعزاز ہے اور چیلنج و ذمہ داری بھی !

- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ۔
- تعارف و تبصرہ کتب کے لئے دفتر کو دو جلدیں ارسال کیجئے ۔ شکریہ ! (مینجر)